ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

محمد حسن ❁
ڈاکٹر یاسمین سلطانہ ❁❁

اردو زبان اور میڈیا سائنس بحوالہ گلگت بلتستان

Media Science in Urdu with Reference of Gilgit-Baltistan

By *Muhammad Hasan, Research Scholar, Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science and Technology (Baba-e-Urdu Campus), Karachi.*

ABSTRACT

The article begins tracing the evolution and development of Urdu journalism and its journey from the pre-partition to the post-partitition period in the sub-continent, along with providing a list of well-known magazines and newspapers published in the region. This brief background is followed by a detailed discussion of the impact of Urdu language on the journalism of Gilgit-Baltistan (GB). Urdu began to make its presence felt in GB in the real sense after 1948. However, it was Urdu literature that entered the region before Urdu journalism. Urdu journalism started in GB with Urdu weekly newspapers which, owing to their popularity, later turned into daily newspapers.

Not only has GB played an active role in promoting Urdu journalism through print media in the form of newspapers and magazines, but also promoted Urdu journalism through electronic media. The credit to promote Urdu journalism through electronic media goes to Radio Pakistan Skardu which took an initiative broadcasting news and other programmes in Urdu and Balti. However, Radio Pakistan Gilgit acted as a catalyst in the promotion of Urdu journalism as well as Urdu language and literature. Moreover, the launching of FM 93 and FM 99 in Gilgit proved to be a turning point in the promotion of Urdu

❁ ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، وفاقی اردو یونی ورسٹی برائے فنون سائنس وٹیکنالوجی (بابائے اردو کیمپس)، کراچی۔
❁❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، وفاقی اردو یونی ورسٹی برائے فنون سائنس وٹیکنالوجی (بابائے اردو کیمپس)، کراچی۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

journalism in the region. Nevertheless, it would be unfair not to mention the role played by television and internet in its promotion in GB. Because of easy access to internet, GB is well-connected with the rest of the country and many people of GB have joined both print and electronic media and are contributing towards the development of Urdu.

Keywords: Media science, Urdu, Gilgit, Baltistan, Development.

معاشرتی اُمور اور تمدنِ انسانی میں زبان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی بھی معاشرہ زبان و بیان کے بغیر معاشرہ نہیں بنتا۔ فنونِ لطیفہ معاشرے کی اقدار کا ضامن ہے خطے کا کلچر تہذیبی اکائی کی نوید دیتا ہے۔ صحافت لفظ و معنی کے رشتوں کو اس انداز سے مستحکم کرتی ہے کہ وہ منادی ہو یا کسی سرپنچ کا حکم نامہ ترسیل کے لیے صحافت ناگزیر ہو جاتی ہے کہ صحافت کے پاس ہی وہ یکساں معنویت ہے کہ جو معاشرے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سمجھی جا سکتی ہے۔ یعنی صحافتی اظہار اکہری معنویت کا حامل ہوتا ہے۔ اس میں احساس و جذبات کے تنوع سے زیادہ واقعاتی نوعیت پائی جاتی ہے جو خبر کہلاتی ہے۔ اس اعتبار سے دجلہ و فرات کے درمیان میسوپوٹامیا ہو کہ بابل، سندھ ہو کہ زبانوں کا تصویری دور کہ یکانی دور آوازوں میں معنویت کی طرف پیش قدمی یکساں معنیاتی نظام کے تحت معاشرتی اقدار کا احیا ہوا۔ صحافت کی اولین نوعیت تہذیبوں کے نمائندہ حکمرانوں اور مذاہب و ملت کی ترجمانی کہلائی۔ معنیاتی نظام کے احیا کے ساتھ ترسیلی سلسلہ دنیا کو گرفت میں لیتا چلا گیا۔ کاغذ کی ایجاد اور چھاپہ خانوں کے اشاعتی احوال نے صحافیانہ سرگرمیوں کو چار چاند لگا دیے۔ اردو زبان کا پہلا جریدہ ''جامِ جہاں نما'' کلکتہ سے شائع ہوا۔ انیسویں صدی کی صحافتی سرگرمیوں کو طاہر مسعود کی کتاب ''اردو صحافت انیسویں صدی میں'' ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز سے ہی اردو میں نہایت معیاری ادبی جرائد کا اجرا ہوا جس میں رسالہ ''مخزن'' سرفہرست ہے۔(۱)

اس کے ساتھ ساتھ خالص صحافیانہ سرگرمیوں کے تحت اخبارات و جرائد اپنی اہمیت منواتے چلے گئے۔ قیامِ پاکستان تک اہم جرائد و رسائل کی نمائندہ فہرست ملاحظہ ہو۔ ذیل میں ہم سب سے پہلے اخبارات کی فہرست کو ترتیب دیتے ہیں اس کے بعد رسائل کی فہرست ترتیب دی جائے گی۔ ''دہلی اردو اخبار'' ۱۸۴۱ء، کل تعداد ۸۰، ''سیّدالاخبار'' ۱۸۴۰ء، کل تعداد ۳۹، ''قران السعدین'' دہلی، ۱۸۵۱ء، کل تعداد ۳۳، ''صادق الاخبار'' دہلی ۱۸۵۱ء، کل تعداد ۳۱، ''فتح الاخبار'' کول، دہلی ۱۸۵۱ء، کل تعداد ۴۲، ''کوہِ نور'' لاہور، ۱۸۵۱ء، کل تعداد ۱۸۹،

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

''دریاے نور'' لاہور، ۱۸۵۱ء، کل تعداد ۱۰۷۔ (۲)

''ریاضِ نور'' ملتان، ۱۸۵۳ء، کل تعداد ۹۳، ''جامِ جمشید'' میرٹھ، ۱۸۵۰ء، کل تعداد ۱۷، ''مفتاح الاخبار'' ملتان، ۱۸۵۰ء، کل تعداد ۴۰، ''جامِ جہاں نما'' میرٹھ، ۱۸۵۳ء، کل تعداد ۱۳۹، ''الحقائق'' آگرہ، ۱۸۵۳ء، کل تعداد ۱۶۰، ''سعدالاخبار'' آگرہ، ۱۸۵۰ء، کل تعداد ۱۲۵، ''مطلع الاخبار'' آگرہ، ۱۸۵۰ء، کل تعداد ۳۶، ''اخبارالالنواح'' آگرہ، ۱۸۵۱ء، کل تعداد ۳۵، ''قطب الاخبار'' آگرہ، ۱۸۵۴ء، کل تعداد ۳۶، ''نور انصار'' آگرہ، ۱۸۵۳ء، کل تعداد ۲۴۴، ''مالوہ اخبار'' اندور، ۱۸۵۱ء، کل تعداد ۹۰، ''عمدۃ الاخبار'' بریلی، ۱۸۴۹ء، کل تعداد ۶۵، ''بنارس گزٹ'' بنارس، ۱۸۴۸ء، کل تعداد ۴۴، ''باغ و بہار'' بنارس، ۱۸۵۱ء، کل تعداد ۳۴، ''زائرین ہند'' بنارس، ۱۸۵۱ء، کل تعداد ۵۷، ''بنارس ہرکارہ'' بنارس، ۱۸۵۱ء کل تعداد ۲۵، ''آفتابِ ہند'' بنارس، ۱۸۵۳ء، کل تعداد ۱۷۔ (۳)

اخبارات کی فہرست کے بعد رسائل کی فہرست ملاحظہ ہو:

مخزن، اپریل، ۱۹۰۱ء، شیخ عبدالقادر، زمانہ، ۱۹۰۳ء، ماہنامہ منشی شیو برت، لال، اردوے معلیٰ، ۱۹۰۳ء، حسرت موہانی، الہلال، مولانا ابوالکلام آزاد، ۱۹۱۲ء، ہمدرد، مولانا محمد علی جوہر، ۱۹۱۲ء، فانوس خیال، عبدالمجید سالک، جون ۱۹۱۴ء، ستارۂ صبح، اگست، ۱۹۱۷ء، مولانا ظفرعلی خان، ماہ نامہ افسانہ، ۱۹۰۳ء، مولانا ظفرعلی خان، ۱۹۰۴ء، دکن ریویو، ستارۂ صبح، معارف، ۱۹۱۶ء، سید سلیمان ندوی، کہکشاں، امتیاز علی تاج، ۱۹۱۸ء، صبح امید، پنڈت نرائن چکبست، ۱۹۱۸ء، نقیب، وحید احمد زیدی، ہزارداستان، حکیم احمد شجاع، الواعظ، مولوی عبدالحق، انتخاب، مولوی عبدالسلام، جاورہ، ناصر زیدی، یادگار، فراق دہلوی، النساء، نسوانی رسالہ، صغری بیگم حیا، ۱۹۱۹ء، خیالستان، مولانا صلاح الدین احمد، ادبی دنیا، مولانا صلاح الدین احمد، شباب اردو، ۱۹۲۰ء، خان محمد حسین لاہور، اردو، انجمن ترقی اردو، ۱۹۲۱، نیاز فتح پوری، نگار، ۱۹۲۲ء، بشیر احمد، میاں، ۱۹۲۲ء، رسالہ جامعہ، جامعہ اسلامیہ دہلی، ۱۹۲۳ء، یوسف حسن، رسالہ حکیم، اورینٹل کالج میگزین، ڈاکٹر محمد شفیع اور پروفیسر اقبال۔ (۴)

۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۳ء تک انتخاب، بہارستان، خیالستان، رومان اختر شیرانی نے جاری کیے۔ بیسویں صدی کے ادبی رسائل کی فہرست حسبِ ذیل ہے۔ ادبی دنیا، مولانا تاجور نجیب آبادی، ۱۹۲۹ء، ساقی، شاہد احمد دہلوی، ۱۹۳۰ء، سہیل، رشید احمد صدیقی، ۱۹۲۷ء، ہندوستانی، اصغر گونڈوی، ۱۹۳۱ء، ادب لطیف، پنجاب بک ڈپو لاہور، قصر الادب، علامہ سیماب اکبرآبادی، عالمگیر لاہور، ۱۹۲۴ء، حافظ محمد عالم، قیام، ہفت روزہ، حافظ محمد عالم، النشا، ساغر نظامی، میرٹھ، ظل سبحانی، محمد امین زبیری، مکتبہ، عبدالقادر سروری، ادیب، فصیح الدین اور ملا واحدی، کاروان،

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر تاثیر اور مجید ملک، معاصر، کلیم الدین احمد، کلیم، جوش ملیح آبادی، برہان، سعید احمد اکبر آبادی، نیاادب، نظام، قدوس صہبائی، افکار، صہبا لکھنوی، افکار، بھوپال، چمنستان، محمد تقی، مشہور، محمد کاظم دہلوی، کہکشاں، دہلی پندرہ روزہ، سویرا، ۱۹۴۷ء، نیادور، ممتاز شیرین، رسالہ نرگس کا ایک، خوب صورت نظم نمبر بھی اس دور کی یادگار ہے۔ مذکورہ فہرست اردو زبان اور صحافت کے دیرنہ باہمی روابط کی نشاندہی کرتی ہے۔

اکیسویں صدی تک آتے آتے صحافت بحیثیت شعبہ تیسری جہت میں داخل ہوگئی۔ یعنی صحافت ابلاغِ عامہ اور میڈیا سائنس کے نام سے ہی ابلاغ میں مشاہدے اور تجربے کی گرفت کا مضبوط ہونا قرار پائی۔ اب میڈیا سائنس ای (E) کی اصطلاح سے جڑ چکی ہے الیکٹرونکس میڈیا ہو کہ ای (E) بک سوشل میڈیا سے نہ صرف متاثر ہے بلکہ میڈیا سائنس ڈیجیٹل ورلڈ سے تیزی سے جڑتی چلی جاتی ہے میڈیا سائنس کے اس رخ کے اثرات براہِ راست گلگت بلتستان کے ادب صحافت اور میڈیا سائنس پر نظر آنے لگے ہیں۔ ملاحظہ ہو میڈیا سائنس کی گلگت بلتستان میں اہمیت میڈیا سائنس سے قبل صحافت اور ابلاغ عامہ کا چلن گلگت بلتستان میں ملاحظہ ہو۔

انیسویں صدی سے گلگت بلتستان میں اردو زبان کی سرگرمیوں کا آغاز ہوا زبان کی سرگرمیوں کے آغاز سے ہی اردو میں صحافیانہ نوعیت پیدا ہو چلی وہی احوال کہ شروع میں منادی کرنے والوں کا سہارا لیا گیا۔ جرگہ یا پنچایت کے ذریعے گلاب سنگھ کے احکامات کو عوام الناس تک پہنچایا گیا بعد ازاں اخبارات و جرائد کا اجرا ہوا۔(۵)

گلگت بلتستان میں اردو صحافت آغاز و ارتقا

گلگت بلتستان میں صحافت نسبتاً ادب کے بعد شروع ہوئی۔ برصغیر پاک و ہند میں صحافت کے مختلف ادوار گزرنے کے ساتھ ساتھ اس دور کے نصف حصے میں گلگت بلتستان میں صحافت کی ابتدائی آثار نمودار ہوئے تاہم مناسب ذرائع اور ترقی یافتہ ذرائع مواصلات نہ ہونے کے باعث یہ سلسلہ اتنے مقبول نہیں ہو سکے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ گلگت بلتستان میں صحافت کا آغاز ادب کے بعد شروع ہوا یہاں صحافت پر تفصیلی بحث سے قبل تاریخِ ادب کے حوالے سے مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔ بلتستان میں اردو زبان کا آغاز ۱۸۴۰ء میں ڈوگرہ راج کے غاصبانہ حملے کے بعد ہوا اور صحیح معنوں میں یہاں اردو کا فروغ ۱۹۴۸ کی جنگِ آزادی (گلگت بلتستان کی جنگ آزادی) کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اردو زبان و ادب سے قبل یہاں کے مقامی ادبا اور شعرا مقامی زبانوں (بلتی، شینا، واخی، کھوار، برشسکی وغیرہ) میں طبع آزمائی کرتے چلے آرہے تھے تاہم اردو میں باقاعدہ ادب کی تخلیق کا عمل ۱۸۶۰ء میں مراد خان اماچہ کی غیر مطبوعہ منقبت (مذہبی شاعری) سے ہوا۔ اس ضمن میں نامور محقق

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

محمد حسن حسرت صاحب یوں رقم طراز ہیں کہ:

> یہ کہنا مشکل ہے کہ بلتی میں با قاعدہ شاعری کب اور کن حالت میں شروع ہوئی البتہ ۱۸۴۰ء سے قبل سوائے لوک گیتوں کے بلتی میں با قاعدہ شاعری اور کسی مستند شاعر کا سراغ کہیں نہیں ملتا کہا جاتا ہے کہ مقپون ظفر خان ۱۷۴۴۔۱۷۶۵ء کے دور میں سکردو کے قلعہ کھر پوچو کا سات منزلہ عمارت کو آگ لگنے سے شاہی کتب خانہ جل گیا اور ادبی شہ پارے نذر آتش ہو گئے بچا کچا مواد یقیناً سقوط بلتستان کے بعد ڈوگرہ استبداد کے نذر ہو گیا لہٰذا اس دور کا شعری ادب وہی اختتام پذیر ہو گیا۔(۶)

اردو کی روایت سے قبل بلتستان میں جس شاعر نے بلتی اور فارسی زبان میں طبع آزمائی کی روایت ڈالی وہ شاعر راجا مراد علی خان اماچہ ہے ان کا تعلق بلتستان کے علاقہ شگر سے ہے۔ اس سلسلے میں بلتستان کے نامور شاعر و مستند ادیب راجا محمد علی شاہ صبا لکھتے ہیں کہ:

> یہ وہی زمانہ تھا جو علاقہ شگر کے راجا مراد علی خان اماچہ یوں تو پہلے ہی فارسی اور بلتی کے مسلمہ شاعر اور استاد فن تھے علم البلاغت اور شاعری کے تمام اصناف سخن صنائع اور بدائع پر مکمل عبور حاصل تھا صنائع معنوی سے زیادہ انھیں صنائع لفظی پر زیادہ عبور حاصل تھا انھوں نے فارسی اور بلتی دونوں زبانوں کو محاسن شعری سے لبریز کیا اور وہ اردو شاعری میں بھی فن دکھانے لگے۔(۷)

آزادی سے قبل یہاں کے چند مقامی صحافیوں کا حوالہ ملتا ہے جنھوں نے اس وقت مختلف اخبارات کے لیے رپوٹیں کیں لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ دراصل صحافت کی ابتدائی صورتحال کا آغاز اسی دور سے ہوا اس ضمن میں نامور صحافی قاسم نسیم رقم طراز ہیں کہ:

> جیسا کہ آزادی سے قبل ''زمیندار'' اخبار کے لیے بلتستان کے سید محرم علی شاہ با قاعدہ نمائندہ تھے اور بلتستان کے حال و احوال ''زمیندار'' اخبار میں چھپتے تھے غالباً ''زمیندار'' اخبار اس وقت براستہ کشمیر بذریعہ ڈاک مخصوص افراد کو ملتے تھے اس اخبار کی وساطت سے برصغیر کے مسلمانوں کی حالات اور تحریک پاکستان سے متعلق آگاہی حاصل کرتے تھے۔(۸)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اس ابتدائی صورت حال کے کئی عرصے بعد یہاں یکے بعد دیگر کئی قلمی اخبارات جاری کرنے کا سلسلہ شروع ہوا ان میں ''صدائے جرس''، ''جمہور'' اور ''ترجمان'' شامل ہیں۔ ذیل میں ان قلمی اخبارات کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

صدائے جرس

بلتستان کا سب سے پہلا ہفت روزہ قلمی اخبار ''صدائے جرس'' ہے یہ اخبار ۱۹۴۹ء میں جاری ہوا۔ ابتدائی دنوں میں جنگ آزادی کے حالات و واقعات پر خبریں شامل ہوتی تھیں اور خصوصاً دورانِ جنگ مختلف اشخاص سے سرزد ہونے والی غلطیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کے علاوہ تنقیدی نوعیت کے مضامین لکھے جاتے تھے چوں کہ یہ اخبار بلتستان کا پہلا قلمی اخبار تھا اس لیے عوام وخواص میں انتہائی مقبول ہو گیا اور لوگ بڑی شدت سے اس ہفت روزہ کا انتظار کرتے تھے۔ صدائے جرس کی ایک اور خوبی یہ بھی تھی کہ اس کے مضامین تنقیدی ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی بہتری کے لیے مشوروں اور اصلاحی پہلو کی پر مشتمل ہوتے تھے۔

جمہور

یہ قلمی اخبار ۱۹۴۹ء میں نکالا گیا۔ جمہور بلتستان مسلم لیگ کا ترجمان اخبار تھا۔ اس قلمی اخبار میں پارٹی سرگرمیوں سے متعلق خبریں تفصیل سے شائع ہوتی تھیں۔ بعض محققین جمہور کو پندرہ روزہ جب کہ بعض محققین ہفت روزہ قرار دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس قلمی اخبار کے پسِ پردہ محرک وزیر غلام مہدی (مرحوم) تھے۔ بہرحال یہ رسالہ مسلم لیگیوں کے علاوہ عوام میں بھی مقبول تھا اور شوق سے پڑھا جاتا تھا تاہم اس اخبار کو بھی بند ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔[(۹)]

ترجمان

پندرہ روزہ ترجمان بھی ۱۹۴۹ء میں قلمی اخبار کے طور سے بلتستان سے شائع ہوا۔ سید محرم علی شاہ اس کے مدیر تھے، اس اخبار میں تبصرے شامل ہوتے تھے۔ اور سرکاری طور پر بھی اس رسالے کو مقبولیت حاصل ہوئی یہ رسالہ بھی ''صدائے جرس'' اور ''جمہور'' کی طرح تادیر منظر عام پر نہیں رہا اور کچھ ہی عرصے کے بعد بند ہو گیا۔ قلمی اخبارات کے اس مختصر اور ابتدائی دور کے بعد بلتستان کا باقاعدہ طبع شدہ اردو اخبار ۱۹۵۸ء میں لاہور سے شائع ہوا جس کا نام ''بادِشمال'' تھا۔ ''بہر کیف گلگت بلتستان میں صحافت کی ابتدا انگریزوں کے ہاتھوں ہی ہوئی۔ انھوں نے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۹۰۶ء میں ''گلگت اسپنکر'' (The Gilgit Spanker) کے نام سے جاری کیا یہ ماہنامہ رسالہ جنوری ۱۹۰۶ء میں انگریزی زبان میں ٹائپ کر کے شائع کیا گیا اسے شائع کرنے والا ایک فوجی کرنل اسٹورڈ تھا کئی سالوں تک جاری رہا، اس کے بعد بند ہوگیا اس کے بند ہونے کی قطعی وجہ معلوم نہیں لیکن قیاس یہ ہے کہ جس فوجی کرنل نے اس کا آغاز کیا، اس کے تبادلے کے بعد جاری نہ رکھ سکا ورنہ معاشی یا سیاسی دونوں رکاوٹیں سامنے نہیں تھی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں انگریز سیاہ وسفید کے مالک تھے۔''[۱۰]

ذیل میں گلگت بلتستان کے مطبوعہ اردو اخبارات کے حوالے سے تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔

گلگت بلتستان کے طبع شدہ اخبارات

بادشمال

بلتستان میں باقاعدہ طبع شدہ اخبار ۱۹۵۸ء میں لاہور سے شائع ہوا۔ اس اخبار کے چیف ایڈیٹر مرحوم مرزا غلام محمد تھے۔ جن کا تعلق بلتستان کے ضلع گنگ چھے سے تھا۔ ہفت روزہ ''بادِشمال'' میں گلگت بلتستان کی سیاسی صورتحال عوامی مسائل کے علاوہ علاقے کی تہذیب وثقافت اور تاریخی نوعیت کے مضامین چھپتے تھے۔ ابتدائی دنوں میں مناسب ذرائع نقل وحمل نا ہونے کے باعث اخبار بروقت پہنچانے میں دشواری آتی تھی۔ باقاعدہ جہاز کا سلسلہ نا ہونے کی وجہ سے اخبار بذریعہ ڈاک پہنچاتے تھے لہٰذا اکثر اوقات خراب موسم کے باعث اخبار مقررہ تاریخ گزر جانے کے بعد ہی گلگت بلتستان پہنچتا کچھ عرصے بعد بادشمال کے اشاعت کا سلسلہ رُک گیا لیکن اسی نام سے نسیم چنگیزی نے ہفت روزہ بادشمال کا اجرا کراچی سے کیا بعد ازاں ۱۹۹۹ء میں اس اخبار کو عابد عبداللہ خان نے اسلام آباد سے شائع کیا۔ بادشمال کو گلگت بلتستان کا پہلا رنگین طبع شدہ اخبار ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مقبولیت کے باعث چھے جون ۲۰۰۹ء کو عابد عبداللہ نے ہفت روزہ بادشمال کو روزنامہ بنا دیا ہے یہ اخبار تاحال گلگت بلتستان میں شائع ہو رہا ہے اور عوام اور خواص میں انتہائی مقبول ہے۔

صدائے بلتستان

بلتستان سے تعلق رکھنے والے رضا انصاری نے ایک اخبار ''صدائے بلتستان'' کے نام سے کراچی سے شائع کیا۔ اس اخبار کا سنہِ اشاعت ۱۹۷۲ء ہے دوسرے اخبارات کی طرح یہ اخبار بھی زیادہ دیر نہیں چل سکا اور کچھ عرصہ چھپنے کے بعد بند ہوگیا۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

سیاچن

۱۹۸۸ء میں میجر ریٹائرڈ محمد اقبال نے ہفت روزہ ''سیاچن'' کے نام سے اخبار شائع کیا۔ چوں کہ اس دور میں سفری سہولیات میں کافی حد تک بہتری آئی تھی اس لیے اخبار کی ترسیل میں آسانی ہوئی اور دور دراز علاقوں میں ''سیاچن'' بروقت پہنچنے لگا۔ یہ اخبار عوام میں مقبول ہوگیا اس اخبار کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں زیادہ تر دور دراز وادیوں کی خبریں شائع ہوتی تھیں۔اس اخبار نے فروغ اردو میں اہم کردار ادا کیا۔''۱۹۹۶ء میں 'سیاچن' کو روزنامے کے طور پر عرض شمال کے پانچوں اضلاع کے صحافیوں نے مل کر راولپنڈی سے ہی نکالا لیکن یہ تجربہ کامیاب نہ ہوسکا۔''(۱۱)

سیاچن نیوز

۱۹۹۸ء میں بلتستان کے سینئر صحافی قاسم نسیم نے بلتستان ہی سے ہفت روزہ ''سیاچن نیوز'' کے نام سے ایک اخبار شائع کیا۔ سیاسی و تاریخی خبروں کے ساتھ ساتھ ''سیاچن نیوز'' میں پہلی بار خواتین قلم کاروں کے مضامین بھی چھپتے رہے۔ اس سے خواتین لکھاریوں کو عمدہ خیالات کو پیش کرنے کا بہترین موقع ملا۔ ان مضامین میں بیش تر معاشرتی، تعلیمی اور سماجی مشکلات کے حوالے سے عنوانات قلم بند ہوتے رہے۔''سیاچن نیوز'' کی اشاعت وطباعت بلتستان ہی سے ہوا کرتی تھی۔

کے ٹو

۱۹۹۶ء میں راولپنڈی سے گلگت بلتستان کے لیے راجا حسین خان مقپون (مرحوم) نے ایک ہفت روزہ اخبار کا سلسلہ ''کے ٹو'' کے نام سے شروع کیا ابتدائی ایام ہی میں ''کے ٹو'' اخبار انتہائی مقبول ہوا جسے ہر علاقے کی نمائندگی اور ترجمانی کا اعزاز حاصل رہا مقبولیت کے باعث ۲۰/ اگست ۲۰۰۸ء کو ''کے ٹو'' روزنامہ ہوگیا۔ ''کے ٹو'' اخبار آج بھی گلگت بلتستان میں سب سے زیادہ پڑھا جانے والا مستند اخبار ہے۔ راجا حسین خان مقپون کی رحلت کے بعد ان کے فرزند نے اس کی ادرات سنبھالی اور مقبولیت کا سلسلہ آج بھی اپنی آب وتاب کے ساتھ رواں دواں ہے۔ اس اخبار میں ملکی وغیر ملکی خبروں اور مضامین کے علاوہ گلگت بلتستان کی میدانِ سیاست کے حوالے سے خبریں اور تبصرے شائع ہوتے ہیں۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

سیاچن

بہادر علی سالک نے ۱۹۹۷ء میں ''سیاچن'' شائع کیا۔ شروع میں یہ اخبار ہفت روزہ کے طور سے شائع ہوتا رہا اور طویل عرصے بعد ۵/جنوری ۲۰۱۳ء کو روزنامہ کر دیا۔ یہ اخبار بھی عوام میں مقبول رہا اور چند سالوں سے اس اخبار کے اشاعت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔

بیدار

بلتستان جیسی وادی سے چھپنے والے ایک اور اخبار کا نام ''بیدار'' ہے جس کے مدیر میر اسلم حسین سحر صاحب ہیں۔ ''بیدار'' کا باقاعدہ اجرا ۶/ستمبر ۲۰۰۱ء کو ہوا۔ ابتدا میں یہ اخبار ہفت روزہ کے طور سے شائع ہوتا رہا۔ بعدازاں ۱۲/اکتوبر ۲۰۱۰ء کو روزنامہ کے طور پر شائع کیا گیا۔ ''بیدار'' آج بھی باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔

سلام

اس اخبار کے چیف ایڈیٹر محمد اشرف عشور اور ایڈیٹر جعفر علی ہیں۔ اس اخبار کا اجرا ۲۰۰۸ء میں ہوا یہ اخبار ایک سال تک بطور ہفت روزہ شائع ہوتا رہا اور ۲۰۰۹ء میں اس اخبار کو روزنامہ بنایا گیا۔ یہ اخبار اب بھی باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔

صدائے گلگت

گلگت بلتستان سے شائع ہونے والا اور ایک اخبار جو کہ ''صدائے گلگت'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس اخبار کے مجلسِ ادارت میں احمد ندیم خان چیف ایگزیکٹو منظر شگری، ایڈیٹر مسعود احمد، ریذیڈنٹ ایڈیٹر وزیر مظفر حسین، ایگزیکٹیو ایڈیٹر، رخاں شاہ مینجنگ ایڈیٹر، وزیر محمد ریحان بطور ڈپٹی ایڈیٹر کام کر رہے ہیں۔ آج بھی بحسن و خوبی جاری ہے۔

محاسب

یہ اخبار بہ نسبت بلتستان کے گلگت میں زیادہ مشہور ہے۔ اس روزنامہ اخبار کے چیف ایڈیٹر ظفر حجازی اور

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

ایڈیٹر محبوب خیام ہے۔ یہ اخبار اب بھی تسلسل کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

رہبر

یہ روز نامہ اخبار بھی گلگت بلتستان سے شائع ہوتا ہے۔ اس اخبار کے چیف ایڈیٹر سجاد حسین شاہ اور ایڈیٹر احسن سجاد مینجنگ ایڈیٹر منیر احمد شاہ ہے۔

ترجمان

یہ روز نامہ اخبار گلگت بلتستان سے شائع ہوتا ہے۔

اب ذیل میں ان اخبارات کی فہرست پیش کی جاتی ہے جو اب مکمل طور پر بند ہو چکا ہے۔

''صدائے گلگت'' بلتستان، ''جیو گلگت'' بلتستان، ''چنار''، ''قراقرم''، ''قیادت، ''کارگل''، ''مقدمہ''، ''نقارہ''، ''نوائے قراقرم''، ''بانگِ سحر'' وغیرہ ہے۔

گلگت بلتستان کے رسائل و جرائد

اردو مراکز سے دور ہونے اور وسائل کی عدم ستیابی کی بنا پر ابتدا میں گلگت بلتستان ادبی رسائل و جرائد کی اشاعت کے سلسلے میں بھی پس ماندہ رہا ہے۔ محققین کے مطابق یہاں سب سے پہلے مذہبی نوعیت کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ اس ضمن میں باقاعدہ طور پر شائع ہونے والا پہلا جریدہ ''حبل المتین'' ہے جو کہ ۱۹۵۷ء میں آغا علی موسوی کی زیرِ نگرانی لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ مذہبی، ادبی، سیاسی، معاشرتی، ثقافتی رسائل کی تفصیلات ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

۱۔حبل المتین ۲۔ الزہرا ۳۔نوائے صوفیا ماہنامہ ۴۔النصرت ۵۔تبیان ۶۔قراقرم ۷۔ انڈس ۸۔ بلتستان کے سخنور ۹۔معراج ادب ۱۰۔ کارواں ۱۱۔ بلتی یل ۱۲۔ بلتستان ۱۳۔انتخاب ۱۴۔ کارگل ۱۵۔معراج ادب۔ ۱۶۔ جلوہ شمال ۱۷ نگارشات بلتستان ۱۸۔ قارض بلتستان ۱۹۔ آواز شمال ۲۰۔ آواز ۲۱۔ ایجو کیور ۲۲۔ بالاورستان ۲۳۔ بادشمال ۲۴۔ بالاژن ۲۵۔ بام جہاں ۲۶۔ بام دنیا ۲۷۔ بانگ سحر ۲۸۔ بالاورستان ۲۹۔ بیاق ۳۰۔ پروت ۳۱۔گلگت ڈائجسٹ ۳۲۔ جمہور ۳۳۔جیوصدا ۳۴۔خبر نامہ ۳۵۔خنجراب ٹائمز ۳۶۔خیر کسیر ۳۷۔سلک روٹ ۳۸۔شندور ۳۹۔شہاب ۴۰۔صدائے بالا ۴۱۔فکر ونظر ۴۲۔نصرت اسلام ۴۳۔نوائے گلگت ۴۴۔وائس آف

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

گلگت بلتستان ۵۴۔ ہمالیہ ۴۶۔ یوتھ ٹائمز یوتھ میگزین ۷۴۔فرائض نامہ گلگت بلتستان۔

جامعاتی وکلیاتی و مدارسی مجلّے

اجالا، جٹیالین، مشعل نور، جوئے بار، ذوقِ پرواز، رواں دواں، سد پارہ، سدرۂ دانش، سکرچن، صدف، طاب، قائد، کالج نامہ، کوہ کن، لاچھار، اسوہ طلبہ تنظیم، شعور معمار وطن، میارو، بُشال، وخ یل وغیرہ۔(۱۳)

بلتستان چوں کہ قدیم تہذیبی روایات کا حامل ہے صحافیانہ سرگرمیاں ہوں کہ ابلاغ عامہ کے مسائل ہر سطح پر گلگت بلتستان اپنی انفرادیت قائم رکھے ہوئے ہے اکیسویں صدی کے منظرنامے میں الیکٹرونکس میڈیا کا عمل دخل ملاحظہ ہو۔

گلگت بلتستان اور الیکٹرونکس میڈیا

الیکٹرانک میڈیا

تجسس کا مادہ انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ انسانوں نے جب آنکھ کھولی اور آس پاس کی گہما گہمی اور رنگ برنگی حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔معلومات حاصل کرنے اور کسی چیز کی بارے میں کیوں کیا کیسے اور کہاں اس طرح کے سوالات اٹھانے کا سلسلہ قدیم الایام سے چلا آرہا ہے چناں چہ جب انسان نے تہذیب کے زینوں کو چڑھنا شروع کیا علم وآگاہی کے منازل رفتہ رفتہ طے کرنے لگے۔ سیاسی قلم اور کاغذ کا استعمال سیکھ لیا، صحافت نے اسی رفتار سے ترقی شروع کی یہ ایک مسلم بات ہے کہ اخبار صحافت کی ابتدائی نمونے ہیں۔ اخبارات کی اہمیت اپنی جگہ تہذیب کے اس سفر میں ترقی کرتے ہوئے دوسرے امور زندگی کی طرح صحافت بھی کئی منازل طے کر چکی ہے۔ انسان کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے خواہش مند ہو گئے اسی ضرورت کے پیشِ نظر بہتر سے بہتر کی تلاش میں انسان نے الیکٹرانک میڈیا کی ضرورت محسوس کی۔

> آج کل جو مقبول ذرائع ہے ان میں اخبارات ورسائل، ریڈیو، ٹی وی اور فلموں کو شمار کیا جاتا ہے لہٰذا لوگوں کی رائے تبدیل کرنے اور ان کے رویے کا رخ تبدیل کرنے یا ان کے خیالات پر اثر انداز ہونے کے لیے یہ چاروں ذرائع بہت اہم ہیں نوعیت کے اعتبار سے ابلاغ عامہ کے ذرائع کو تین انواع میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ سمعی، بصری اور تحریری۔(۱۴)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

گلگت بلتستان میں صحافت کی ابتدا بھی اخبارات ورسائل کے اجرا سے ہوئی۔ رفتہ رفتہ، رابطے بڑھنے لگے اور وسائل کی فروانی کے باعث یہاں بھی جدید صحافت (الیکٹرونگ) کے اثرات پھیلنا شروع ہوئے ذیل میں ہم الیکٹرانک میڈیا کے حوالے سے فروغِ صحافت پر تفصیلی گفتگو کرتے ہیں۔

ریڈیو

ابلاغ عامہ میں ریڈیو کو اہم ذرائع ابلاغ سمجھا جاتا ہے۔ اخبارات کے مقابلے میں ریڈیو ایک نیا میڈیم ہے۔ اس کا بھی وہی مقصد ہوتا ہے جو دوسرے ذرائع ابلاغ کا۔ ریڈیو کی خبروں کا انتخاب اور پیشکش کا معیار اخبار سے قدرے مختلف ہوتا ہے۔ ریڈیو ایک ایسی ایجاد ہے جو آج بھی کم تعلیم یافتہ علاقوں میں بہت زیادہ مقبول ہے ریڈیو کے پروگراموں میں خبروں کے علاوہ موسیقی، ڈراما، مزاحیہ پروگرام، علاقے کی زبان و ادب، مذہبی وملکی دنوں پر خصوصی فیچر اور تبصرے نشر ہوتے ہیں۔ ملکی ترقی کے لیے زرعی پروگرام بھی ریڈیو کا ایک اہم حصہ ہے۔ جہاں تک ریڈیو خبروں کا تعلق ہے اس ضمن میں اہم بات یہ ہے کہ ریڈیو پر منتخب خبریں نشر ہوتی ہے اور نیوز بلٹن محدود ہونے کے باعث بعض خبریں نظر انداز ہو جاتی ہے اور خبریں وہی لوگ سن سکتے ہیں جو اس وقت موجود ہو۔ بہرحال میڈیا کی ترقی اپنی جگہ ریڈیو آج بھی اپنی انفرادیت کے ساتھ بہت مقبول ذریعہ ابلاغ ہے۔ گلگت بلتستان کے دور دراز وادیوں میں آج بھی ریڈیو خبریں فیچرز اور دیگر پروگراموں کو عوام وخواص بڑے اہتمام سے باقاعدگی کے ساتھ سنتے ہیں۔ ذیل میں ہم گلگت بلتستان کے ریڈیو اسٹیشن کے آغاز اور فروغِ صحافت میں ریڈیو (گلگت سکردو) کے کردار پر روشنی ڈالیں گے۔

ریڈیو پاکستان سکردو

فروغِ صحافت میں ریڈیو کا کردار ہر دور میں اہم رہا ہے۔ سکردو بلتستان میں بھی ریڈیو کے قیام کے بعد صحافت و ادب کے ساتھ ساتھ علاقائی زبانوں اور اردو زبان کی نشر واشاعت میں قابلِ قدر اضافہ ہوا ''ریڈیو پاکستان سکردو کا قیام ۱۶/اپریل ۱۹۷۸ء کو عمل میں لایا گیا۔ ابتدا میں یہ ڈھائی کلوواٹ پر مشتمل تھا جو نومبر ۱۹۸۷ء میں دس کلو واٹ پر پھیل گیا۔ ابتدا میں پروگرام اسلام آباد ریڈیو اسٹیشن سے نشر کیے جاتے رہے مگر جلد ہی ریڈیو پاکستان سکردو سے نشریات مقامی طور پر شروع کر دی گئی۔ [۱۵]

ابتدا میں ریڈیو پاکستان سکردو سے محدود دورانیے پر مشتمل پروگرام ہوتے تھے جس میں دو زبانوں بلتی اور

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اردو شامل ہے۔ بعد میں ٹرانسمیشن کے دورانیہ کو بڑھا دیا گیا۔

ریڈیو پاکستان سکردو کی یہ روایت رہی ہے یہاں سے مذہبی، قومی اور علاقائی پروگرام نشر ہوتے رہے ہیں۔ اس شعبے نے ترقی کی کئی منازل طے کی ہیں، لہٰذا پروگراموں کی نوعیت میں بھی اسی نسبت سے تبدیلیاں رونما ہوتی آرہی ہیں۔ ریڈیو پاکستان سکردو سے نشر ہونے والا پروگرام (خصوصاً بلتی) بلتستان کے علاوہ کارگل لداخ (انڈیا، کشمیر) میں بھی سنا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ انٹرنٹ کی سہولت کے باعث اب ریڈیو پروگرام دنیا کے ہر گوشہ و کنار خصوصاً جہاں جہاں بلتی کمیونٹی آباد ہے وہاں ریڈیو نشریات سنی جاتی ہیں۔ ریڈیو پاکستان سکردو سے بلتی اور اردو میں مقامی و قومی خبریں نشر ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اسلام آباد اسٹیشن سے تبصرے، قومی مناسبتوں پر خصوصی پروگرام بھی ریڈیو پاکستان سکردو کی نشریات کا حصہ ہے۔ مجموعی طور پر پروگراموں میں بچوں، خواتین، ادبی، سیاسی، موسیقی کی محفلیں افواج پاکستان کے لیے پروگرام اور اس کے علاوہ مذہبی تقریبات خصوصاً عید میلاد، مجالسِ عزا کی ریڈیو رپورٹ نشر ہوتی ہے۔ ریڈیو پاکستان سکردو سے بلتی اور اردو میں زراعت سے متعلق پروگرام بھی نشر ہوتے ہیں زرعی گیت، قومی نغمے، بلتی ڈرامے وغیرہ ریڈیو نشریات کا اہم حصہ ہے۔ بلتستان ادب و ثقافت کے مصنف یوں لکھتے ہیں کہ:

> ریڈیو سے ایسے بلتی ڈرامے پیش کیے جو بہت مقبول ہوئے بلکہ جو مقبولیت ابتدائی دور میں اسٹیج ڈراموں کو حاصل ہوئے تھے وہی مقبولیت اور پذیرائی ریڈیائی ڈراموں کو بھی حاصل ہوئی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بلتی قوم بہت باذوق ہیں۔[۱۶]

ریڈیو پاکستان گلگت

گلگت اور سکردو میں ایک ساتھ ریڈیو کا قیام عمل میں لایا گیا اس حوالے سے شمالی علاقہ جات میں اردو زبان و ادب کی مصنفہ لکھتی ہیں کہ:

> اپریل ۱۹۷۹ء کو ریڈیو پاکستان گلگت کا قیام عمل میں لایا گیا افتتاحی تقریب میں لیفٹنٹ جنرل علی چستی (جو شمالی علاقوں کے وفاقی وزیر تھے) مہمان خصوصی تھے ابتدا میں یہ ۲۵۰ واٹ کا تھا جس کا دائرہ کار بعد میں بڑھایا گیا پروگراموں کی ابتدا شینا، بروشسکی، وخی اور اردو سے کی گئی۔[۱۷]

ریڈیو گلگت کے قیام سے صحافت میں ایک نیا باب وا ہوا۔ مرکز سے دور اُن علاقوں میں ملکی، بین الاقومی،

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تجارتی خبریں اور تجزے سنے جانے لگے اس کے ساتھ ساتھ علاقائی خبریں اور زبان و ادب دوسرے علاقوں میں متعارف ہونے لگی۔ دوسرے علاقوں میں ترسیل خبر کے لیے نمائندے رپوٹر منتخب کیے گئے۔ ان خبروں میں موسمی صورتِ حال سیاسی گہما گہمی اور ملکی صورت حال کے علاوہ کھیلوں کی خبریں اور ادبی خبریں شامل ہوتی ہیں۔ ریڈیو گلگت کے قیام سے صحافت کے ساتھ ساتھ اردو زبان وادب کو بھی فروغ ملا اس کے علاوہ ریڈیائی ڈرامے نشر ہوئے جس سے مقامی لوگوں کے لیے تفریح اور ثقافت کو جاننے کا موقع ملا۔ ریڈیو گلگت اپنی اس روایت کو برقرار رکھنے میں آج بھی کامیاب ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ ریڈیو سے منسلک رہتے ہیں لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ گلگت بلتستان میں فروغ صحافت کے حوالے سے ریڈیو کی خدمات کسی صورت فراموش نہیں کی جاسکتی۔

ایف ایم ریڈیو

الیکٹرانک میڈیا کے باب میں ایف۔ ایم ایک جدید ذرائع مواسلات کے طور پر شامل ہے۔ گلگت بلتستان کے دور افتادہ علاقوں میں ریڈیو کے قیام کے کافی عرصے بعد ایف ایم کی نشریات کا بھی آغاز ہوا لوگوں کو معلومات فراہم کرنے میں ایف ایم ریڈیو بھی پیش پیش ہے۔

> ۲۰۱۰ء کے آخر میں ریڈیو پاکستان نے گلگت میں ایف۔ ایم ۹۳ اور کے پی این نے ایف ایم ۹۹ سے نشریات کا آغاز کیا جو الیکٹرانک میڈیا کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔(۱۸)

ٹیلی ویژن

ٹیکنالوجی کے اس ترقی یافتہ دور میں ٹیلی ویژن انتہائی تیز رفتار ذریعہ ابلاغ ہے۔ ریڈیو قیام کے کچھ عرصے بعد ٹیلی ویژن کی نشریات کا آغاز ہوا۔

> ۱۴؍ اگست ۱۹۸۷ء کو گلگت اور ۱۹۸۹ء کو سکردو میں چھوٹے چھوٹے ریڈیو اسٹیشنوں کے ذریعے باسی پروگرام دکھانے کا اہتمام ہوا۔(۱۹)

اس طرح عارضی نشریات کا آغاز ہوا اس ضمن میں یوسف حسین آبادی یوں کہتے ہیں کہ:

> ۱۹۹۲ء کے اوائل میں پاکستان ٹی وی نے ٹیسٹ ٹرانسمیشن شروع کیا۔ ۲۶؍ نومبر ۱۹۹۶ سے پی ٹی وی ورلڈ کے پروگرام باقاعدہ طور پر نشر ہونے لگے اس وقت

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

> شام چھے بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک نشریات ریلے ہوتی تھیں بعد میں ۱۹۹۸ء سے چوبیس گھنٹے کی نشریات ریلے ہونے لگی جولائی ۲۰۰۱ء کے دوران سٹلائٹ ٹاؤن میں ٹی وی کی اپنی عمارت میں اسٹیشن منتقل ہوا۔ اس کے علاوہ بلتستان بھر میں جہاں جہاں بجلی دستیاب ہے ڈش کے ذریعے دنیا بھر کے پروگرام دیکھے جاتے ہیں ۱۹۹۰ء کی دہائی سے اس عمل کا آغاز ہوا تھا۔ اگست ۲۰۰۲ء میں فوج نے سکردو شہر میں کیبل نٹ ورک کی سہولت فراہم کر کے اکتوبر ۲۰۰۴ء میں سکردو میں انٹرنٹ کی سہولت پہنچ گئی۔ (۲۰)

سہولیات کی فراوانی کے باعث اب گلگت بلتستان کے تمام علاقوں میں ذریعہ مواصلات دستیاب ہیں۔ اب بہت سے پیشہ ور افراد شعبہ صحافت سے وابستہ ہیں اور پاکستان کے اہم ٹی وی چینل کے لیے خبریں فراہم کرتے ہیں اس کے علاوہ بعض بین الاقوامی صحافتی چینل وغیرہ سے بھی منسلک ہیں۔ یہاں کی مقامی زبانوں میں خبریں اب دیگر علاقوں میں بھی نشر ہوتی ہے اس ضمن میں برچہ صاحب یوں لکھتے ہیں کہ:

> پیپلز پارٹی کی حکومت اور وزیر اعلیٰ گلگت بلتستان مہدی شاہ کی ذاتی کوششوں سے اگست ۲۰۱۱ء کے بعد پی ٹی وی سے شینا اور بلتی زبان میں مختصر دورانیے کی نیوز بلٹن بھی نشر ہو رہے ہیں۔ (۲۱)

کیبل نیٹ ورک

ایس سی او کیبل نیٹ ورک کے بعد اب گلگت بلتستان میں لوکل کیبل نیٹ ورک بھی کھلے ہیں۔ لوکل کیبل پر مختلف قسم کے پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ خاص طور پر محرم الحرام میں نوحے، مرثیے، مجالس عزا اور جلوسوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور اس کے علاوہ گلگت بلتستان کی دیگر تقریبات بھی لوکل چینل پر نشر ہوتی ہیں۔ سکردو میں اس وقت محتاط اندازے کے مطابق ۷ ۴ کیبل نیٹ ورک اپنی خدمات انجام دے رہی ہے سکردو میں فعال چند کیبل نیٹ ورک کے نام یہ ہے۔ پاک کیبل نیٹ ورک، سکردو کیبل نیٹ ورک، سٹی کیبل نیٹ ورک، شہباز کیبل نیٹ ورک، ایجوکیشن کیبل نیٹ ورک، آس کیبل نیٹ ورک، قراقرم کیبل نیٹ ورک، گمبہ کیبل نیٹ ورک وغیرہ، جب کہ گلگت میں اس وقت ۵۰ سے زائد کیبل نیٹ ورک کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے چند کے نام درجِ ذیل ہے۔ اقبال کیبل نیٹ ورک، ہیرو کیبل نیٹ ورک، سحر کیبل نیٹ ورک، سنگم کیبل نیٹ ورک، الفلاح کیبل نیٹ ورک،

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

قراقرم کیبل نیٹ ورک، پاک کیبل نیٹ ورک، پرائم کیبل نیٹ ورک، شاہین کیبل نیٹ ورک، مون کیبل نیٹ ورک، نور کیبل نیٹ ورک، گیٹ وے کیبل نیٹ ورک، جی بی کیبل نیٹ ورک وغیرہ۔[۲۲]

اختتامی تبصرہ

مجموعی طور پر گلگت بلتستان میں اردو زبان و ادب کی روایت اپنے عروج پر ہے اور اسی روایت سے منسلک صحافتی ابلاغ اور میڈیا سائنس معاشرتی ترقی میں اپنا اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر انور اسدید، ''پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ''، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۲ء)، ص ۲۹

۲۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، ''صحافت پاکستان و ہند میں''، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۶ء)، ص ۱۰۹ تا ۱۱۱، طبع دوم

۳۔ امداد امام صابری، ''روحِ ادب''، (دلّی: مکتبۂ شاہراہ، ۱۹۶۸ء)، ص، ۱۰۰ تا ۱۰۳

۴۔ ڈاکٹر انور سدید، ''پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ''، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۲ء)، ص ۴۹ تا ۵۲

۵۔ ایضاً، ص ۴۷، ۱۲۱

۶۔ حاجی آغا، ''گلگت بلتستان (شمالی علاقہ جات کی تاریخ صحافت)''، مقالہ برائے ایم اے (غیر مطبوعہ)، ص ۸ تا ۱۴

۷۔ محمد حسن حسرت، ''سکردو، بلتستان تہذیب وثقافت''، (بلتستان: بلتستان بک ڈپو، ۲۰۰۷ء)، ص ۱۰۸

۸۔ ایضاً، ص ۲۷

۹۔ قاسم نسیم، ''بلتستان: فروغ اردو میں ذرائع ابلاغ کا کردار''، مشمولہ ''اخبارِ اردو''، جولائی، اگست ۲۰۰۳ء، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان)، ص ۱۷۲، ۱۷۳

۱۰۔ حاجی آغا، ''گلگت بلتستان (شمالی علاقہ جات کی تاریخ صحافت)''، غیر مطبوعہ، ص ۱۸

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۳

۱۲۔ قاسم نسیم، ''بلتستان: فروغ اردو میں ذرائع ابلاغ کا کردار''، مشمولہ ''اخبارِ اردو''، جولائی، اگست ۲۰۰۳ء، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان)، ص ۱۷۴

۱۳۔ شیر باز علی خان برچہ، ''عکس گلگت بلتستان''، (گلگت: نارتھ پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء)، ص ۱۰۳ تا ۱۰۸

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۱۳

۱۵۔ عابد تہامی، 'جرنلسٹ' (عظیم اکیڈمی، مارچ ۱۹۹۸ء)، ص ۱۹۹

۱۶۔ ڈاکٹر عظمیٰ سلیم، ''شمالی علاقہ جات میں اردو زبان و ادب''، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء)، ص ۱۲۶

۱۷۔ محمد نذیز، ''بلتستان ادب وثقافت''، (یونیک کمپیوٹر سینٹر، ۱۹۹۸ء)، ص ۱۹۰

۱۸۔ ڈاکٹر عظمیٰ سلیم، ''شمالی علاقہ جات میں اردو زبان و ادب''، محولۂ بالا، ص ۱۲۶

۱۹۔ شیر باز علی خان برچہ، ''عکس گلگت بلتستان''، محولۂ بالا، ص ۱۰۲

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۰۔ایضاً ص، ۱۰۲

۲۱۔ یوسف حسین آبادی، ''تاریخِ بلتستان''، (بلتستان بک ڈپو، ۲۰۰۹ء)ص ۳۷۸

۲۲۔ شیر باز علی خان برچہ، ''عکس گلگت بلتستان''، محولۂ بالا،ص ۱۰۲

۲۳۔ محمد حسن، ''بلتستان میں اردو نثر کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ''، مقالہ برائے ایم اے (غیر مطبوعہ)،ص ۶۷

مآخذ

۱۔ سدید، انور، ڈاکٹر، ''پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ''، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۲ء

۲۔ خورشید، عبدالسلام، ڈاکٹر، ''صحافت پاکستان و ہند میں''، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۶ء

۳۔ صابری، امداد امام، ''روح ادب''، دلّی: مکتبۂ شاہراہ، ۱۹۶۸ء

۴۔ سدید، انور، ڈاکٹر، ''پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ''، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۲ء

۵۔ مسعود، طاہر، ''اردو صحافت انیسویں صدی میں''، کراچی: فضلی سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ، ۲۰۰۲ء، اشاعت اول

۶۔ حاجی آغا، ''گلگت بلتستان (شمالی علاقہ جات کی تاریخ صحافت)''، مقالہ برائے ایم اے (غیر مطبوعہ)

۷۔ حسرت، محمد حسن، ''سکردو، بلتستان تہذیب و ثقافت''، بلتستان: بلتستان بک ڈپو، ۲۰۰۷ء

۸۔ نسیم، قاسم، ''بلتستان: فروغ اردو میں ذرائع ابلاغ کا کردار''، مشمولہ ''اخبارِ اردو''، جولائی، اگست ۲۰۰۳ء، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان

۹۔ برچہ، شیر باز علی خان، ''عکس گلگت بلتستان''، گلگت: نارتھ پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء

۱۰۔ تہامی، عابد، ''جرنلسٹ''، عظیم اکیڈمی، مارچ ۱۹۹۸ء

۱۱۔ سلیم، عظمیٰ، ڈاکٹر، ''شمالی علاقہ جات میں اردو زبان و ادب''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء

۱۲۔ نذیر، محمد، ''بلتستان ادب و ثقافت''، یونیک کمپیوٹر سینٹر، ۱۹۹۸ء

۱۳۔ حسین آبادی، یوسف، ''تاریخِ بلتستان''، بلتستان بک ڈپو، ۲۰۰۹ء

۱۴۔ حسن، محمد، ''بلتستان میں اردو نثر کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ''، مقالہ برائے ایم اے (غیر مطبوعہ)